The Biblical View of Truth

کیوں کہ اگرہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھادیں۔ ہم تصوروں کو ڈھادیتے ہیں۔ بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔ تو ہم ہر ایک دھن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنادیتے ہیں۔ ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں۔

نمبر 3۔ حق تصنیف 20003 جان ڈبلیو روبنز پوسٹ آفس بکس نمبر 68 یونیکوئی

ٹینیسی 37692۔ جنوری فروری 1983

ای میل: tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ: www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون: 4237430199۔ فیکس۔ 4237432005

بائبل کا حق کا نظریہ

جو ہن ڈبلیو روبن کے مطابق

مدون کی اشاعت: یہ خطاب دہ 17 نومبر 2004 کو ایونجلیکل تھیولوجیکل سوسائٹی ، سین انٹونیو ٹیکساز کی سالانہ میٹنگ میں پیش کیا گیا۔ میں شروعات میں یہ کہوں گا کہ میں ان صفحات سے کوئی نیا راز افشا نہیں کرنا چاہتا لیکن محض اس حالت کو دوبارہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو انجیل میں سکھائی گئی اور جسے مسیحیوں نے (اور کچھ غیر عیسائیوں نے) ایک نئی نسل اور ایک نئے گرجا گھر کیلئے کافی مدت سے تھاما ہوا ہے۔ جس میں سے زیادہ تر ترک کر دیا گیا ہے۔ غیر منطقیت اور مخالف عقل پرستی جو سکھائے ہوؤں کے درمیان عمانوائیل کانٹ کے زمانے سے چھا گئی جو انیسویں صدی کی مقبول سوچ پر غالب آنا شروع ہوئی اور وہ اکیسویں صدی میں اپنا تسلط ختم کرنے کی کوئی علامت نہیں دکھاتے۔

میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میں حق کے ابتدائی نظریوں میں جن میں مطابقت اور اہلاغیت کے پرانے نظریات اور جدید عملی اور شخصی فن کے نظریات ہیں پر بحث کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں۔ اِس کے باوجود میں یہ نشاندہی کرتا ہوں کہ یہ چاروں نظریات حق پر تجویری ہے۔ حق کے مطابقت کے نظریے کے مطابق سچی تجویز یکساں جواز ہے اور ایک دوسرے کی دلالت کرتی یا اولین مفروضہ ہیں حق کے اہلاغیاتی نظریہ کے مطابق سچی تجاویز نام نہاد حقائق کے ساتھ لازماً اتفاق کرتی ہے؛ حق کے عملی نظریے کے مطابق تجاویز سچ ہو جاتی جب عمل میں لائی جاتی ہیں اگر وہ کام کریں تو کامیاب نتیجے کی پیش گوئی کی طرف لے جاتی ہیں۔ حق کے شخصی فن کے نظریے کے مطابق ایک تجوی کو سچ کہنا محض کسی کی تجویز کی قبولیت کا اظہار ہے۔ اِس تمام میں یہ نظریات جو بھی مسائل رکھتے ہوں ان میں اس بات سے انکار کا کوئی مسئلہ نہیں کہ حق تجویری ہے۔

وہ معاملہ جس پر میں اِس شام خطاب کرنا چاہتا ہوں وہ حق کی بحث میں ان نظریوں سے زیادہ بنیادی ہے کیونکہ گزشتہ صدی میں خود حق کی تجویزی اصل کا بڑے پیمانے پر انکار کیا گیا ہے خاص طور پر مذہبی معاملات میں۔ دینیات میں ایک باثر دباؤ رہا ہے جو خدا کے ناقابل ادراک ہونے کی تعلیم دیتا اور تاکید کرتا ہے اگر ہم پیچھے کم از کم رُکن عدالت ڈیونیسیس تک جائیں جس کے پانچویں صدی کے کام صوفیانہ دینیات اور الہامی نام، کے حصوں میں پروکلس کے بُت پرستی کے خیالات کو سیاہ دور میں بہت زیادہ مانا گیا اور ذہن میں بٹھایا گیا۔ ڈیونیسیس کے مطابق خدا حتیٰ کے اپنے آپ کو نہیں جانتا: ''خدا نہیں جانتا کہ وہ بذاتِ خود کیا ہے کیونکہ وہ کوئی کیا نہیں ہے جیسا کہ گورڈن کلارک نے بیان کیا:

سب سے اعلیٰ سبب حقیقی طور پر کسی بھی نام سے بیان نہیں کیا جا سکتا؛ ہمارے تمام اشارے علامتی ہیں۔ مجازاً خدا کو حق، اچھائی، اصل، روشنی، سورج، ستارے، سانس، پانی اور لامحدود دوسری چیزیں کہا جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں خدا ان تمام اعلانات سے اُوپر ہے۔ ان میں سے ہر کوئی ایک دوسرے کی تردید کرتا ہے جیسے حق اور جھوٹ، اچھا اور بُرا، روشنی اور تاریکی لیکن خدا کوئی تردید نہیں رکھتا۔ وہ سب سے ضروری، سب سے اچھا اور جو کچھ ڈیونیسیس نے کہا۔ 1

یہاں ڈیونیسیس کی دینیات کے کچھ نمونے ہیں:

افلاک کی ثلاثہ سب سے بڑا خدا اور سب سے اچھا، مسیحی آدمیوں کے روحانی علم کی رہنما ہمیں ایک اعلیٰ نامعلوم اور سب سے شاندار اور عارفانہ کہانیوں کا سب سے اونچا سرے کی طرف بجا طور پر گامزن کرتا ہے جہاں خاموشی کی تیز ادا سی میں دینیات کے سادہ، غیر مشروط اور ناقابلِ تغیر راز پوشیدہ ہیں یہ چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتی ہے جو اس کی گہری تاریکی میں سب سے شاندار ذات پر چمکتے ہیں اور نامعلوم اور نا نظر آنے والی ذات بغیر سوچ کے سب سے خوبصورت اور برتر دماغوں میں گھر کرتی ہے۔ 2

ہمارے خداوند یسوع کی خدائی اس تمام کی وجہ اور کاملیت جو ان تمام نقطوں پر پورا اُترتی ہے اور نہ ہی یہ حصہ ہے نہ ہی مکمل اور یہ مکمل ہے اور حصہ ہے جو اپنی ذات میں ہر چیز رکھتی ہے یعنی دونوں مکمل بھی اور حصہ بھی۔ اور اُوپر بھی رہتی ہے اور آگے بھی رہتی ہے۔ لاکاملیت میں کاملیت کے وسیلے کے طور پر درحقیقت کامل ہے۔ لیکن سب سے کامل اور ابتدائی کامل کے طور پر کاملیت میں لاکامل ہے۔ شکل کے بغیر ایک شکل کا وسیلہ ہے یہ شکل ہے جو چیزوں میں شکل بناتی ہے۔ اوپر کی شکلوں میں سے کوئی شکل نہیں شکل کے بغیر ہے۔ اصل کی پیدائش کسی بھی اصل کے نشان کے بغیر، سب سے اصلی ہر اصل سے اعلیٰ، ترتیب تمام بنیادوں اور حکموں تک محدود ہے اور ہر بنیاد اور حکم کے مطابق بنائی گئی ہے۔ 3

1 گورڈن ایچ کلارک کی تثلیثی بنیاد (1957) 2000، 198 میں تھیلرڈو ڈیوے: فلسفے کی تاریخ۔

2 علماء کی دینیات، 1:1۔

3مقدس نام، 2:10۔

اِس قسم کی ریاکار بے معنی گفتگو ہر عہد کے ماہرِ دینیات نے پیدا کی نہ صرف اُنہوں نے جو صدیوں سے صوفی کہلائے گئے بلکہ اُنہوں نے بھی جو ہم چند لمحے بعد دیکھیں گے ہالینڈ کا کالون کی تعلیمات قبول کرنے والا ہرمن ہوئک جس کے اصلاحی علمِ اذعانی اصول کے چار مجموعہ کلام پہلی دفعہ انگریزی زبان میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

حق تجویزی ہے

حق کا نظریہ جو میں دوبارہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حق تجویزی ہے اور صرف تجویزی۔ اس کو اور سادہ کرنے کیلئے حق صرف تجویز کی ایک جائیداد، خصوصیت یا صفت ہے یہ نظریہ باقی نظریوں میں فرق دکھاتا ہے علمی اور مشہور دونوں، حق اتفاقاً لڑائی کی صورت میں حق ایک واقع ہے، حق مصورانہ ہے، حق تجرباتی ہے، حق جذباتی ہے حق ذاتی طور پر حق بطور تصوف میں کھویا ہوا یا روحانیت کے ساتھ منسلک۔

یہ آخری نظریہ کہ حق ذاتی ہے نہ کہ تجویزی ہے ماہرِ دینیات کو وضاحت کیلئے اور بائبل کے یقین کے تصورات ''وابستگی'' ''ذاتی تعلقات'' اور ''اتحاد'' کے بدلاؤ کی طرف لے گیا۔ اِس طرح کلام کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کرتا رہا۔ نئے عہد نامے نے ''یقین'' کا لفظ اور اس کے ہم اصل کو سو دن بار استعمال کیا خاص طور پر کلام پر یقین، انجیل پر یقین، مسیح پر یقین اور خدا پر یقین کے لحاظ سے۔ (اتفاقی طور پر جب انجیل کسی شخص کے نام یا اسم اشارہ کیلئے یقین کا لفظ استعمال کرتی ہے تو اس کا مطلب اُس شخص کے بولے گئے الفاظ پر اور اُس شخص کے بارے میں یقین کرنا ہے۔ اسم یا اسم اشارہ کا

استعمال کسی تجویز یا تجویزوں کے مجموعے کا حوالہ دینے کا ایک سادہ سا مختصر طریقہ ہے۔) 4 دوسری طرف مرتکب ہونا اور اس کے ہم اصل تعداد میں بہت کم استعمال ہوئے اور تقریباً ہمیشہ گناہوں کے ارتکاب کے لحاظ سے۔ ڈونلڈ میک کیمن نے یقین سے سمجھوتے کے اِس بدلاؤ پر یہ کہتے ہوئے تبصرہ کیا کہ ایمان کا جائزہ کسی شخص کے ذاتی سمجھوتے کی روح سے اِس امتیاز کا کوئی جواب نہیں چھوڑتا (یا حتیٰ کہ دیدہ و دانستہ طور پر ناقابلِ حصول تلاش ہے) اِس طرح کے سمجھوتے اور وہ جو 'قیادت اصول' 5 میں شامل ہے۔ صاف صاف کہیں تو اگر کسی شخص سے وعدہ تجویزی حق کے ایمان کیلئے متبادل ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہوگی کہ بھوت پرست پر جذباتی ارتکاب نہ کیا جائے۔ بہت ہی زیادہ سیکھا ہوا 1930 کا جرمن معاشرہ جو زمین پر کسی بھی اور قوم سے زیادہ پی ایچ ڈی 'پر کیپٹا' اور کروڑوں رومی چرچ ریاست کے ممبر رکھتے تھے دونوں قیادت کے اصولوں سے حکومت کرتے تھے نے ایسا کیا۔

اِس مخالف عقل پرستی کا حصہ جو تمام مذاہب مشرقی، مغربی، مسیحی، غیر مسیحی، رومی، تقلید پسند اور پراٹسٹنٹ میں رچا بسا ہے اکیسویں صدی کے آغاز میں دونوں قسموں کا سر / دل ہے۔ یہ عقیدہ کہ سر، دماغ اور عقل کو پیش کر رہا ہے یہ دِل سے کم تر ہے جو روح اور جذبات کو پیش کرتا ہے یہ انجیل کیلئے پردیسی ہے۔ تاہم کوئی بھی ماہرِ دینیات اور بظاہر مسیحیوں کو مسلسل سُن اور پڑھ سکتا ہے جو ''دِل کے مذہب'' بالمقابل ''سر کا مذہب'' کے بارے میں بک بک کرتے ہیں اور قدیم کی تعریف کرتے ہیں اور بعد والے کی مذمت کرتے ہیں۔ 6

پہلے میں کچھ شرائط کی تعریف کروں گا اور پھر اپنی دستاویز کی اصل ''انجیل کا ایک امتحان'' کی طرف آؤں گا۔ پہلے تو یہ کہ میں کسی افسانوی طریقے سے نہیں بلکہ خاص طریقے سے لفظ تجویز کا استعمال کر رہا ہوں۔ ایک تجویز ایک استقراری جملے کے معنی رکھتے ہیں۔ سوالیہ، حکمانہ اور رنجایہ فقرے تجویز کو ظاہر نہیں کرتے۔ گرج دار سوالات، بناوٹی سوالیہ فقرے عملی طور پر استقراری فقرے ہیں۔ فعلوں کی آوازوں کا معاملہ نہیں ہے۔ دو استقراری فقرے ایک غیر متحرک صدا اور دوسری متحرک صدا ایک ہی تجویز کو ظاہر کر سکتی ہیں: جم نے بال کو مارا اور بال نے جم سے مار کھائی ایک ہی تجویز کو ظاہر کرتے ہیں۔ زبان کا معاملہ نہیں ہے ای پلیوٹ، اِس ریگنیٹ اور بارش ہو رہی ہے تمام ایک ہی تجویز کو ظاہر کرتے ہیں۔ ویسے یہ اصول انجیل کے ترجمہ کیلئے ایک حالت ہے۔ اگر یہ اصول سچ نہیں ہے تو انجیل کا ترجمہ یا درحقیقت ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی بھی دستاویز کا ترجمہ ممکن نہیں ہو سکتا۔

وجد آفرین کفر

<u>میں نے چند لمحوں پہلے اِس حقیقت کی نشاندہی کی تھی کہ ہم عصر گرجا گھروں نے بائبل کے حق کے نظریے کو ترک کر چکے ہیں</u>۔ آجکل کی مسیحت کا حالیہ موضوع ''وجد آفرین کفر'' پر ایک مضمون رکھتا ہے۔ مصنف رابرٹ سینڈرز نے تین حوالوں سے شروعات کی جو میں یہاں دوبارہ بیان کرتا ہوں۔ پہلا بیان یونائیٹڈ میتھوڈیسٹ چرچ کے بشپوں کی مجلس کی طرف سے 24 مارچ 2004 میں سامنے آیا: ڈامن کا مقدمہ (میتھوڈیسٹ پادری کی ہم جنس پرستی پر سماعت) یونائیٹڈ میتھوڈیسٹ چرچ میں ہم جنسی

4 گورڈن ایچ کلارک کی تثلیثی بنیاد 2004 میں ''ایمان کی حفاظت کیا ہے؟'' دیکھیں۔

5 کال ہنری کی تصنیف 'خدا کا ظہور اور اختیار 3:486-487 میں بیان کیا گیا

6 انجیل سے دل / دماغ دونوں قسموں کی تردید کیلئے کلارک کی تصنیف ایمان کی حفاظت کیا ہے؟ 55 ff۔

موضوع پر اختلافات ظاہر کرتی ہیں بشپوں کی مجلس اِس نااتفاقی سے افسوس کے ساتھ آگاہ تھی۔ ایسے لمحات میں ہم یاد کرتے ہیں کہ مسیح میں ہمارا اتحاد کسی راستے کی باہمی رضامندی پر انحصار نہیں کرتا۔ اِس کی بجائے میں یسوع مسیح میں ہم پیار میں جکڑے ہوئے ہیں جو ہمارے اختلافات پر سبقت

لے جاتا ہے اور ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ایک میز پر بیٹھنے کیلئے کہتا ہے۔
مہربانی کر کے یاد رکھیں حق کا تجویری نظریے کو یہاں ''رائے'' کا کردار دیا گیا ہے۔ جو سقت لے جاتا ہے اور ''پیار'' کہلاتا ہے اور یکجا رہتا ہے۔
اتحاد بولنے اور دماغ کا اتحاد نہیں ہے جیسے پولس نے 1 کرنتھیوں 10 :1 میں حکم دیا۔ ''اب اے بھائیو میں تم سے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام کی خاطر التماس کرتا ہوں کہ تم سب ایک ہی بات کہو اور تم میں اختلاف نہ ہو بلکہ تم سب یک دِل اور یک رائے ہو کر کامل طور پر ملے رہو۔'' بلکہ جذبات، احساسات اور تجربات کا اتحاد ہے 7۔ پولس نے تجویری اتحاد کو حکم دیا ''ایک ہی بات کہو''، ''یک دل''، ''یک رائے''؛ اِس لئے واضح طور پر رائے کی یہ باہمی رضامندی ہے جس کو میتھوڈیسٹ نے ترک کر دیا۔
دوسرا بیان پریس بیٹیرین چرچ (یو ایس اے) کی جنرل اسمبلی کے 1998 کے ثالث ڈوگلس اولڈ برگ نے دیا۔ اُس کے تبصرے نے دو آدمیوں کو بیان کیا ایک ہم جنس پرست پریس بیٹیرین پادری اور ایک وہ پادری جو ہم جنس پرستی کی مخالفت کرتا تھا جنھوں نے پُرزور طریقے کے ساتھ اسمبلی کے سامنے خطاب کیا۔ جب انہوں نے اپنی تقریریں ختم کیں تو بغل گیر ہوئے۔ اولڈ برگ نے کہا،
جب انہوں نے ختم کیا تم ہم سب کھڑے ہوئے اور بھاری گلے کے ساتھ اور آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ جب ان کو بغل گیر ہوتے دیکھا تو با آواز بلند تعریف کی۔ اُس دن عقائد کو نہیں ملایا گیا بلکہ دو متضاد عقائد کے لوگوں نے مسیح میں میلاپ کیا۔
یہاں حق کے تجویری نظریے کو ''عقیدہ'' کہا گیا اور اسے ''مسیح میں میلاپ'' کے ماتحت کیا گیا جو ظاہری طور پر ہم جنس سے محبت پر مشتمل ہے۔
ایک بار پھر اولڈ برگ نے اتحاد کی تعریف کی اور جو اس نے محسوس کیا کہ یہ مسیحی اتحاد نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہے۔ مسیحی اتحاد جیسا پطرس نبی نے 1 پطرس 3:8 میں لکھا کہ یک دِلی کا اتحاد ہے: ''اور آخر کار تم سب یک دِل ہو۔۔۔'' یہ کلمات کہ ''مسیح میں'' علماء اور تجریدی فکر کے پسندیدہ ہیں جو اس وقت تک بے معنی ہیں جب تک یہ نہ سوچا جائے کہ مسیح کے نظریات انجیل میں ظاہر کیے گئے ہیں۔ آدمیوں کو صرف ایک جیسے نظریات کی بنا پر ملایا جاتا ہے صرف اسی طرح وہ ساتھیوں میں آتے ہیں۔
تیسرا کلمہ اپسکوپل چرچ کے صدارتی بشپ فرینک گرسولڈ کی طرف سے آیا:
ہم سب کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ ہمارے انفرادیت کیسے جڑ سکتی ہے کیسے ہمارے منتشر نظریات اور خدا کی منشا کے متعلق مختلف سوچیں مل سکتی ہیں جو تمام فہمات کے مطابق ہو۔ ہم یہ سب کر سکتے ہیں کہ ایمان اور راستی پر چلیں یہ جانتے ہوئے کہ تمام ترادید اور حقیقتیں اور نہ یکجا کئے جانے والے حقائق جو انجیل سے تسلسل اور غیر تسلسل ہیں ان کو سب سے بڑی اور سب کو قبول مسیح کی راستی میں اکٹھا کیا جائے جو مسیح کے الفاظ کے مطابق ابھی پوری طرح آگے لانا ہے اور جاننا ہے۔
یہاں سب سے بڑا کہلانے والا اور سب کو پسند مسیح کا حق ہے جو تمام درحقیقت درست بظاہر غلط، متضادات اور ناقابل مصالحت حقائق شامل کرتا اور متحد کرتا ہے۔ اور جو تمام فہموں کو مانتا ہے اور لفظی تجویری حق کی مخالفت کرتا ہے۔ تاریکی میں سفید بھی سیاہ ہوتے ہیں۔
یہ آراء آجکل میتھوڈیسٹ، پریس بیٹیرین، اپسکوپل، لوتھرن، بپٹسٹ، کرسمیٹک، ارمینین، پروٹسٹنٹ، اصلاحی، رومن کیتھولک مشرقی تقلید پسند گرجا گھروں میں عام ہے۔ کوئی کلیسیا بھی اِن جذبات سے آزاد نہیں ہے۔ امریکہ کے پادریوں اور عام لوگوں کی ثقافت بھی حق کے اِس نظریے سیسیر اب ہے۔ حق کا یہ نظریہ نیا نہیں ہے جیسا کہ مصنف نیشامدہی کی بلکہ یہ صدیوں سے چلتا آ رہا ہے۔ اگرچہ بیسویں صدی نے اس کے کچھ پُرزور اعداد دیکھے۔
سینڈ ر نے آج کے مسیحیت کے مضمون میں وجد آفرین کے دس اصول فہرست کیے۔ ان میں سے تمام میرے مقصد سے تعلق نہیں رکھتے لیکن میں تین کی نشاندہی کروں گا۔ مصنف نے ان وجد آفرین اصولوں کا تقلید پسندی کے اصولوں سے موازنہ کیا لیکن وہ ہمیشہ بائبل کے خیالات کو صحیح طور پر

بیان کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔

7 اوپراہ ونفرے نے جنوری 2002 میں اپنے رسالے کے موضوع پر کہا "میں یقین کرنے کیلئے کیا معلوم کروں": "حق وہ ہے جو صحیح، اچھا اور پیار محسوس ہو۔ (پیار دکھ نہیں دیتا۔ یہ بہت اچھا محسوس ہوتا ہے)" اِس لئے بُری خبریں سچی نہیں ہوتیں جب تک کہ ہم خود بُرے نہ ہوں اور بُری خبروں پر خوش نہ ہوتے ہوں۔ پھر یہ ہمارے لئے سچ ہوتی ہیں۔

وجد آفریں اصول #1: خدا اپنی ذات میں یا کلام اور باتوں کے ذریعے اپنے ظہور میں میں کبھی بھی زبانی نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ زبان سے سبقت لے جاتا ہے۔

یقیناً یہ علماء کا مشترکہ اصرار ہے جو عام طور پر خدا کے ساتھ اتحاد کو ناقابلِ بیان تجربہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ یہ تقلید پسند دینیات کو اصرار بھی ہے جو کہتی ہے کہ خدا کا ظہور تجویز میں نہیں ہے بلکہ واقعات میں ہے خاص طور پر بندوں کے امتحان کے واقعات میں۔ یہ ہی اصلاحی مفکروں کا خیال ہے جیسے ہرمن ہیونگ نے اپنی کتاب "خدا کے نظریے" میں پہلے 25 یا اس سے زائد صفحات اِسی اصرار میں گزار دیئے کہ

خدا کے متعلق کافی معلومات موجود نہیں۔ ایسا کوئی نام نہیں جو ہمیں اُس کے وجود کے بارے میں بتائے۔ کوئی تصور اُس سے مکمل اتفاق نہیں کرتا۔ کوئی بیان اُس سے انصاف نہیں کرتا۔ باپ، خدا اور آقا کے الفاظ اُس کے اصلی نام نہیں ہیں بلکہ لقب ہیں جو اُس کے اچھے کاموں اور عملوں سے نکالے گئے ہیں۔ وہ ہر ذات اور انسانی سوچ سے برتر ہے۔ اِس کے مطابق جب ہم خدا کو نام زد کرنا چاہیں تو ہم مستعار الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ہم اُس وحدانی، نامعلوم ذات، سب پر سبقت لے جانے والا، نیکی سے بڑھ کر، ہر نام بکلام اور سوچ سے بڑھ کر کا تصور نہیں کر سکتے۔ یہ بیانات کہ "خدا کو بیان نہیں کیا جا سکتا؛ اُس کا کوئی نام نہیں، کوئی محدود لامحدود کو نہیں پکڑ سکتا" تمام ماہرِ دینیات کے کاموں میں نظر آتے ہیں۔ وہ متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ خدا ہماری سمجھ، تصور اور زبان سے اعلیٰ و برتر ہے۔ جو خدا کے متعلق کہا گیا خدا وہ نہیں ہے بلکہ خدا ناقابلِ بیان ہے۔ 8

یقیناً یہ الفاظ بائبل کے حق کے نظریے، تجویزی ظہور کے نظریے، بائبل کا تصور کہ خدا اپنے بارے میں سچ بتاتا ہے، آدمیوں، الفاظ اور تجویزوں میں آدمیوں کی دُنیا کے متضاد ہیں۔

تاہم ہیونگ کے الفاظ مشرقی مذاہب جن میں مشرقی مسیحت، ہندو مذہب کے ساتھ سازگار ہیں مثال کے طور پر خدا کے بارے میں منفی بولنا یا انکاری کرنا۔ مشہور ہندو مکالمہ استعمال کیا گیا جب قطعی حقیقت "نیٹی نیٹی" یعنی یہ نہیں، یہ نہیں بولی گئی۔ خدا انسانی زبان اور سوچ اور تحریری تجویزی بیان سے مخفی ہے۔

مسیحی کالجز

یہ بے عقلیت شاید غیر سمجھداری کہنا بہتر ہوگا جو ہمارے نام نہاد کالجز میں پیدا ہوا۔ دی گرووسٹی کالج کی اخبار، دی کالجین نے اپنی 4 اپریل 2003 کی اشاعت میں میتھیو لیتو اکی سوفومورک گفتگو شائع کی۔ یہاں اُس گفتگو سے متعلقہ موجود ہے:

اِس موقع پر (کہ کہنے کے بعد کہ میں غیر مشروط حق رکھتا ہوں) میرے دوست دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ کہنا زیادہ مناسب نہیں ہوگا کہ یسوع خود راہ، حق اور زندگی تھا (یوحنا 14:6)۔ اور یہ کہ یسوع نے خدا کی حکمت اور روفا کو ٹھوس شکل دی اور وہ ہماری نجات بنا (1 کرنتھیوں 1:30)۔

یہ زیادہ مؤثر نظر آتا ہے کہ میں زور دیتا ہوں کہ "ہمارے نجات دہندے نے نجات کے متعلق بہت سی راست چیزیں نہیں کہیں؟"

"یقیناً" داؤد نے جواب دیا۔ "وہ کس قسم کے ہیں؟"

"مسیح زیادہ تر مثل، تمثیل، کنایہ، تشریح کا استعمال کرتا تھا جب پہلے سے کئے گئے معجزوں کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔"

''ان تمام ارشادات کا مخصوص نقطہ یہ ہے'' میرے دوست محیط ہے'' جس میں میں ہوں ارشادات شامل ہے جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو بولی پر سبقت لے جاتی ہے۔''

میں جواب دینے سے رک گیا۔ پھر داؤد نے کہا'' کیا بنیادی طور پر ہمارے نجات دہندہ نے مناسب اور تجویزی حق کو اپنے شاگردوں پر ظاہر کیا یا اُس نے اپنے آپ کو ظاہر کیا؟

اِس نے میرے اندر ایک سوچ کو ابھارا۔ بااصول دینیات جو تجاویز کو انتہائی منطقی طور پر بتاتی ہے وہ یہ نہیں کہ کیسے ہمارا خدا وعدہ بتاتا تھا۔ تجاویزی عقیدے بھی بعد میں آتے دکھائی دیتے ہیں جن کو ایمان کی تائید پر مذہبی تحریریں کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ خیالات اپنے دوست کو سُنائے۔

''بعض اوقات ہم نے سوچا ہم احتجاجی ہیں''، داؤد ہنسا'' ایمان کے ذریعے تائید کے بارے میں اور رو او پھر ہم اس کے متعلق ولیں گے جس میں ایمان رکھتے ہیں۔''

میں نے اتفاق کیا اور پھر میرے دوست نے اِس نقطے پر ہماری بحث کا خلاصہ کیا: ''جتنا کہ میں جانتا ہوں'' اس نے کہا'' واحد خاص حق جو ہم رکھتے ہیں مسیح میں ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ کیسے محفوظ رہنا ہے اور کیسے ہم محفوظ ہیں؟''

خود بخود میرا جواب آیا کہ ''مسیح کے بندے پر بھروسہ کرنے سے''۔

''نہ کہ تجویزوں پر یقین کرنے سے؟''

8 خدا کا نظریہ۔ حق پر بھروسے کا علم (1951) 1977، 37-13۔

''چلو میں جزو اندازہ لگاتا ہوں۔ لیکن جیسے میں نے پہلے تجویز کیا کہ تجویزیں صرف اُس ذات تک پہنچاتی ہیں اور وہ ذات حق ہے۔''

''کیا تم اس ذات کا حصول رکھتے ہو؟''

یہ قسم۔ ہمارے دِل اور دماغ میں ہے۔ تاہم ہم یقینی طور پر نہ مسیح کے مالک بن سکتے ہیں نہ ہی اسے قابو کر سکتے ہیں۔ نہ ہی ہم یسوع کو چھوٹے چھوٹے حق کے پُرزوں میں بانٹ سکتے اور صفحات پر نقش کر سکتے ہیں۔

''یقیناً'' داؤد نے کہا'' میری رائے میں مسیح میں تجویزی نجات درحقیقت نجات کو ریاضی کی طرح بنانے کی ایک کوشش ہے۔ اور مجھے غلط نہ سمجھو میں ریاضی سے پیار کرتا ہوں! ریاضی کہتی ہے کہ اِس طریقے کو استعمال کرو اور یہ پیداوار حاصل کرو۔ لیکن حسابی نجات؟ کتنا بھدا خیال ہے!''

''میرے ذہن میں ہے'' کہ میرے دوست کہتے رہے'' سائنسی نجات اصلی نجات کو ختم کر دیتی ہے۔ کیونکہ اصلی نجات اُس کی ذات میں ہے یسوع کے خون اور صلیبی موت میں ہے۔ جیسے میرے بہت سے تعلیم دینے والے دوستوں نے قائم رکھا: مسیحیت ایک مذہب نہیں بلکہ ایک تعلق داری ہے۔ ایک تعلق داری ہے جو ایک غیر منظم، پیچیدہ، ناقابلِ تشریح، میلی چیز ہے۔ پھر بھی یہ کتنی وافر ہے اور کتنی حیران کُن اور لطف اندوز ہو سکتی ہے۔''

''اِس لئے'' میں نے اپنے دوست سے عرض کی'' ہم حق کے نہ ہی مالک بن سکتے ہیں نہ ہی حق پر قابض ہو سکتے ہیں؟''

''نہ کہ تم یسوع سمجھو'' اس نے جواب دیا۔'' ہم یسوع کو نہیں بتا سکتے کہ وہ کیا کرے۔ وہ جسے چاہے بخشتا ہے۔ جس سے چاہے تعلق قائم کرتا ہے۔'' 9

اِس گفتگو میں ہم نے تجویزی حق کی بے قدری دیکھی یہ عقیدہ کہ حق ذاتی ہے نہ کہ تجویزی، یہ عقیدہ کہ مسیح تمثیلوں اور کنایہ میں بہتر طور بولتا تھا، یہ عقیدہ کہ حقیقت بیان پر سبقت لے جاتی ہے۔ یہ سب ہندو مذہب کے ساتھ موافقت رکھتا ہے لیکن مسیحی مذہب کے متضاد ہے۔ ہم یہ اسرار بھی دیکھتے ہیں کہ یسوع ہمارے دِل اور خیال میں ہے لیکن اس بیان کی کوئی تفصیل نہیں لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہم یسوع کی تجاویز پر یقین کرتے ہیں۔

یہ وجد آفریں اصول کہ'' خدا زبان پر سبقت لے جاتا ہے'' یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی تردید کرتا ہے: ابتدا میں لوگوز تھا اور لوگوز خدا کے

ساتھ تھااور لوگوز خدا تھا۔ کنگ جیمز کی تصنیف نے لوگوز کا ترجمہ کلام کی صورت میں کیا۔ یہ ایک منطقی کلمہ ہے اس کا مطلب تقریر، عقل، دینیات، نظریہ، تجویز اور دلیل ہے۔ انجیل کہتی ہے کہ کلام خدا ہے؛ یہ کبھی نہیں کہتا کہ خدا زبان پر سبقت لے جاتا ہے۔ اس کی بجائے اُلٹ کہتا ہے کہ لوگوز خدا ہے۔

یہاں ایک اہم نقطہ محسوس کرنے کا یہ ہے کہ خدا کا نظریہ، دلیل اور زبان کہ نہ تو مشرق نے نہ ہی مغربی عیسائی دُنیا کے علماء کے سلسلے نے مزاحمت کی بلکہ اِسے رومن کیتھولک، تقلید پسندوں اور پروٹسٹنٹ ماہرِ دینیات نے پُرزور طریقے سے قبول کیا۔

وجدآفرین اصول #2 ''مذہبی بیانات زبان کا استعمال کرتے ہیں لیکن ادبی زبان صرف بامقصد اصلیت کا (سینڈرکا مطلب عملی) حوالہ دیتی ہے۔ جو زبان خدا پر لاگو ہوتی ہے ہمیشہ علامتی ہے کیونکہ خدا ناقابلِ بیان ہے۔''

ڈوگلس ولسن ایک مشہور اور بجا مصنف جو مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ہے نہیں جس نے ''شاعرانہ علمیات'' کی رائے دی''۔ اس کی شاعرانہ علمیات کی بنیادِ اس اصول پر تھی کہ خدا پر لاگو کی جانے والی زبان ہمیشہ مستعار ہے۔ درحقیقت ولسن بہتر تھا سینڈر سے۔ ولسن نے بہت سے غیر مسیحی زبان کے فلاسفروں کے ساتھ متفقہ دعویٰ کیا کہ ساری زبان مستعار ہے: یعنی ادبی زبان جیسی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ یقیناً ایسا نظریہ اس کے حامیوں کیلئے ذاتی تردید ہے جو ان الفاظ کو ادبی طور پر سمجھنے کیلئے چاہئیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ ڈچ ماہرِ دینیات جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ خدا کے متعلق ہر زبان مستعار ہے۔

وجدآفرین اصول #3 ''انجیل وجدآفرین تجربات کی تاریخ ہے جو بائبل سے متعلقہ لوگوں کے معاشرتی مضامین کے مطابق غیر تحریری نقاط فراہم کرتی ہے (سینڈرکا واضح طور پر غیر تحریری اظہار ہے)۔۔۔ اِس واسطے خدائی کو سمجھنے کیلئے پہلے بائبل کے الفاظ میں سے کلام کو سننا چاہیئے جو تمام تاریخی مضامین پر سبقت لے جاتا ہے۔''

9 یہ گفتگو جو شاید کسی امریکہ کے ''مسیحی'' کالج یا چرچ کی اخبار میں پیش ہوئی ہو، عام مذہبی رائے کا اظہار کرتی ہے اور بیان کرتی ہے کہ کیوں صدر بُش نے 26 اکتوبر 2004 کو اے بی سی نیوز کے پروگرام گڈ مارننگ امریکہ میں چارلس گبسن کے سوالوں کے جواب دیئے: ''کیا ہم مسیحی اور مسلمان ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں؟'' بُش: ''میرے خیال سے ہم کرتے ہیں۔'' گبسن نے پوچھا، ''کیا آپ سوچتے ہیں کہ مسیحی، غیر مسیحی اور مسلمان جنت میں جائیں گے؟'' بُش نے جواب دیا: ''ہاں وہ جائیں گے۔ ہمارے وہاں تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔۔۔ وہ عظیم خدا فیصلہ کرے گا کہ کون جنت میں جائے گا۔''

10 گورڈن ایچ کلارک کی زبان اور دینیات دیکھیں۔ تثلیثی بنیاد (1980) 1993۔

یہ یقیناً تقلید پسند دینیات کے اصول کا واضح بیان ہے۔ لیکن یہ بیسویں صدی کے وسط کے مسیحیوں اور مشنری اتحاد کے رہنماؤں کی آواز بھی ہے۔ اے۔ ڈبلیو۔ ٹوزر نے پریس بٹیرین چرچ کے روزنامچہ میں 11 فروری 1970 کو یہ واعظ دوبارہ شائع کیا۔ پریس بٹیرین کا روزنامچہ اب ختم ہوتے ہوئے اقرار کرتا ہے کہ یہ اعتدال پسند کالوینیوں کی اشاعت تھی جو جنوبی پریس بٹیرین چرچ کی بائبل کی طاقت کو پیش کرتی رہی۔ اس واعظ میں ٹوزر نے جو مشکل کالوینی تھا نے دعویٰ کیا کہ حق کی دو اقسام ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جو کافر یہودی تھے۔ اس کی الفاظ میں یہ ہے، محض منطقی طور۔۔۔ میں اِس کو صرف 17 آیت سے ہی نہیں حاصل کرتا (یوحنا 17 :7، اگر کوئی آدمی خدا کی مرضی کو انتخاب کرتا ہے تو وہ جان جائے گا کہ آیا میری تعلیم خدا کی طرف سے ہے یا میں خود سے بولتا ہوں'') بلکہ یوحنا کی پوری انجیل سے۔ اِن لوگوں کیلئے حق ایک منطقی چیز تھی جیسے ہم جانتے ہیں کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔

دو اور دو چار ہیں۔ یہ حق ہے لیکن یہ صرف ایک منطقی حق ہے۔ وہ (یہودی) یقین کرتے تھے کہ اگر تم حق کی بات کرتے اگر تم حق کے راز کو

دہراتے تو تم حق رکھتے۔ کیونکہ اگر تم حق کے کلمے کے ذریعے زندہ ہوتے تو تم حق میں زندگی گزارتے۔

آج کی جنگ اور فساد لازمی طور پر بنیاد پرست اور آزادی پسند کی درمیان نہیں ہے۔ ان کے درمیان یقیناً فرق ہے۔ بنیاد پرست کہتے ہیں کہ خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا۔ آزادی پسند کہتے ہیں کہ یہ شروع کرنے کا شاعرانہ طریقہ ہے؛ حقیقتاً یہ ارتقاء کے ذریعے آیا۔ بنیاد پرست کہتے ہیں کہ یسوع مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا تھا۔ آزادی پسند کہتے ہیں یقیناً وہ ایک شاندار بندہ تھا اور وہ آقا تھا لیکن میں آس کی روحانیت کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔ پس اُن کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن میرا خیال نہیں ہے کہ ان معاملات پر مزید جنگ ہوگی۔ لڑائی ایک دوسری محاذ پر پہنچ گئی ہے۔

اب جنگ اور اختلاف مذہبی حکماء اور مذہبی علماء کے درمیان ہے۔

تمہارے مذہبی حکیم کہتے ہیں فریسی کیا تھے۔ زمین پر یسوع کے بدترین دشمن، اور کہا حق تو حق ہے اور اگر تم حق پر یقین کروگے تو تم اسے پالوگے۔ اِس لکھے گئے کے علاوہ بھی کچھ ہے جو تم نے پایا اس میں سے گزر کر۔۔۔ کیا مسیحی حق کا وجود کافی ہے؟ یا کیا حق روح اور جسم رکھتا ہے؟ مذہبی حکیم کہتا ہے کہ حق کی روح کے متعلق بات چیت ایک شاعرانہ بیوقوفی ہے۔ حق وجود وہ سب ہے جو تمہیں چاہیے: اگر تم حق کے وجود پر یقین کرو تو تم جنت کے راستے پر گامزن ہو اور تمہیں کوئی روک نہیں سکتا اور ہر چیز ٹھیک ہو جائے گی اور تم آخری دنوں میں ایک تاج حاصل کروگے۔۔۔ جیسے کلسیوں نے مادیت کے خلاف دلائل دیئے اور غلاطیوں نے یہودی قوانین پرستی کے خلاف دلائل دیئے پس یوحنا کی کتاب لمبی، غیبی، جذباتی طور پر انڈیلی گئی کتاب ہے جو ہمیں مذہبی منطقیت اور نوشتے کے ذریعے محفوظ رکھتی ہے جو کہتا ہے کہ کتاب ہی کافی ہے۔ کتاب پرستی ایسے ہی تباہ کُن ہے جیسے آزاد پسندی۔

بدقسمتی سے ٹوزر نے ہمیں نہیں بتایا کہ ''حق کی روح'' کیا ہے حق کے وجود کے مخالف ہونے کی وجہ سے تجویزی اظہار بذاتِ خُود تصنیف ہے، جس کو وہ حقیر سمجھتے ہیں۔ ''حق کی روح'' کو ادبی زبان میں بیان نہیں کیا جا سکتا یہ درحقیقت شاعرانہ بیوقوفی ہے۔ مزید یہ کہ ٹوزر سمجھتا ہے کہ یوحنا کی ساری انجیل مذہبی منطقیت کے خلاف ایک جذباتی دلیل ہے۔ ہمیں بائبل کے حق کے نظریے کا مطالعہ یوحنا کی انجیل کو دیکھ کر کرنا چاہیے۔

انجیل کی تجاویز

یہ بہتر ہے کہ ہم انجیل کا مطالعہ ان پہروں کی چھان بین سے نہ کریں جو مذہبی معنوں سے بھرے پڑے ہیں بلکہ ان پہروں کی چھان بین سے کریں جو محض دنیاوی ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ پہروں کے مذہبی معنوں سے ہم غلط سمت یا بے توجہ ہو سکتے ہیں اور اِس طرح ''سچ یا حق'' کے مطلب کو نہیں پہچان سکتے۔ یہ دیکھ لینے کے بعد کہ سچ اور حق کے الفاظ انجیل میں عام اور دنیاوی فقروں میں پاک روح کے بولنے کے ذریعے استعمال ہوئے پھر ہم مذہبی دخل سے لیس کو معائنہ کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر یہ آیت لیتے ہیں: یوحنا 4:37 ''اِس میں کہ کہنا بہتر ہے کہ ایک بوتا ہے اور دوسرا کاٹتا ہے''۔ یہاں ایک کہاوت ہے ایک مثل کہ کہ انجیل ''سچ'' بیان کرتا ہے: ''ایک بوتا ہے اور دوسرا کاٹتا ہے''۔ یہاں کچھ بھی باطنی، چھپا ہوا، کوئی ''حق کی روح'' نہیں ہے جو خود حق سے فرق رکھتی ہو، جو کہ تجویزی ہے: ایک بوتا ہے اور دوسرا کاٹتا ہے۔ یہاں حق ادبی، غیر تحریری اور تجویزی ہے۔ یہاں کوئی ایسا اشارہ نہیں ہے کہ حق ناقابلِ بیان یا ناقابلِ اظہار ہے یا یہ کہ انسانی الفاظ خدائی حق کو بیان کرنے کیلئے ناکافی ہیں۔

11 ٹوزر کی غلطیوں پر تفصیلاً بحث کیلئے گورڈن ایچ کلارک کی ایمان کی حفاظت کیا ہے؟ دیکھیں۔ دی ٹرینیٹی فاؤنڈیشن، 2004، 140-133۔

آرامی، انگریزی، فرنچ یا یونانی میں استعمال کئے گئے الفاظ حق کے اظہار کیلئے پوری طرح کافی ہیں۔

یوحنا 5:31 ''اگر میں خود اپنا گواہ ہوں تو میری گواہی سچی نہیں ہوگی۔'' یہاں مسیح کہتا ہے کہ اُس کے اپنے بارے میں بولے گئے الفاظ ''سچ نہیں'' ہیں یہ کہ اگر وہ واحد گواہ ہیں تو جھوٹے ہیں۔ واضح ہوتا ہے کہ اُس کے ذہن میں پرانے عہد نامے کے قانونی اصول موجود تھے کہ عدالت میں بیان قبول کرانے کیلئے دو گواہیوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک گواہ عدالت میں اعتبار کیلئے کافی نہیں ہوتا۔ اپنے بارے میں اس کے بیانات اگر تصدیق شدہ ہیں تو پھر سچ ہیں۔ یہ اُس کے بولے گئے بیانات ہی ہیں جن کو انجیل سچ اور جھوٹ بتاتی ہے۔

یوحنا 5:32 ''ایک اور بھی ہے جو میری گواہی دیتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ گواہ جو میری گواہی دیتا ہے سچا ہے۔'' اِس آیت میں یسوع کہتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یوحنا کے یسوع کے بارے میں بولے گئے کلمات سچ ہیں۔ ایک بار پھر ''سچ'' کا لفظ تجویز کو بیان کرتا ہے؛ اِس معاملے میں وہ کلمات جو یوحنا نے یسوع کے بارے میں کہے جیسے کہ ''وہ جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے افضل ہے جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے بھی میں لائق نہیں وہ خدا کا عصا مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے جو دنیا کے گناہ اُٹھا لے جائے گا۔'' اِس کے متعلق کوئی ابہام نہیں ہے۔ یوحنا نے جو الفاظ خدا کے بیٹے کو بیان کرنے کیلئے استعمال کئے وہ سچ ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ محاورہ ''خدا کا عصا'' ادبی کی بجائے علامتی ہے لیکن اِس کے معنی ادبی زبان میں بیان ہو سکتے ہیں اور ہونے بھی چاہیئے اگر کسی کو اِس علامت کے معنی سمجھنے ہیں۔ یہ درحقیقت نئے عہد نامے کا درآمد ہے جس میں مسیح نے ادبی طور پر پرانے عہد نامے کی قربانی کے نظام کی علامتوں کو بیان کیا۔ انسانوں کو بپتسمہ دینے والا یوحنا کے الفاظ نے صحیح طور پر بھرپور انداز میں خدا کے بیٹے کو مجسم کیا۔ زبان میں کوئی خرابی نہیں ہے کوئی گہرا مطلب نہیں جو الفاظ میں بیان نہ کیا جا سکے جس کو ہمیں کسی طرح ''حاصل کرنا پڑے'' یا ''سمجھنا پڑے''۔ الفاظ اور تجاویز بذاتِ خُود حق ہیں جن کو ہمیں سمجھنا چاہیئے اور یقین کرنا چاہیئے۔

یوحنا 10:41 ''بہتیرے اُسکے پاس آئے اور کہتے تھے کہ یوحنا نے تو کوئی کرشمہ نہیں دکھایا مگر جو باتیں یوحنا نے اِس کے حق میں کہیں وہ سب سچ نکلیں۔'' یہاں یوحنا کے بولے گئے الفاظ ہیں جن کو سچ کہا گیا وہ الفاظ جو یوحنا نے یسوع کے بارے میں کہے۔ حق غیر تحریری ہے اِس کو بولا اور لکھا جا سکتا ہے؛ اور یہ ہمیشہ تجویزی ہوتا ہے۔ حق کو انجیل میں غیر تحریری یا تجویز کے علاوہ کبھی نہیں استعمال کیا گیا۔ انجیل نے ہمیں کبھی نہیں سکھایا ہے کہ حق کوئی اتفاق، واقع، تصویر، جذبہ یا تجربہ ہے حق ہمیشہ غیر تحریری، تجویزی، منطقی ہوتا ہے اور صرف سمجھ رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ انجیل تجویزی حق کے علاوہ کوئی ''ذاتی حق'' نہیں جانتا۔ یقیناً یہاں بندوں کے مطلق حق ہیں لیکن وہ حق ہمیشہ تجویزی ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ان تجاویز کو ''ذاتی حق'' کے طور پر بیان کرے تو ہم صرف یہ کہیں گے وہ ان کلمات کو اس طرح استعمال کر رہا جیسے مارٹن بوبر اور اس کے طبقے کو مطلوب نہ تھا۔

یوحنا 19:35 ''اور جس نے یہ دیکھا اس نے گواہی دی ہے اور اس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے تا کہ تم بھی ایمان لاؤ۔'' یوحنا تصلیب کے آنکھوں دیکھے گواہ کی حیثیت سے اپنے بارے میں کہتا ہے وہ اپنی گواہی اور لکھے گئے بیانات کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ وہ سچ ہیں۔ مزید یہ کہ یوحنا جانتا تھا کہ وہ سچ کہتا ہے۔ غور کریں کہ حق وہ ہے جسے بتایا جا سکتا ہے۔ پچھلی آیت میں حق وہ تھا جسے بولا جا سکتا ہے۔ یہ غیر تحریری ہے اِسے سمجھا جا سکتا ہے اور ایک ذہن سے دوسرے ذہن کو بتایا جا سکتا ہے۔ اِس کو ایک ساتھ کئی ذہن حاصل کر سکتے ہیں۔ یوحنا اندازہ نہیں لگا رہا تھا کیونکہ یوحنا حق کو جانتا تھا کیونکہ اُس کو روح القدس نے علم دیا تھا جو یہ تجاویز لکھنے کا سبب بنی۔ یوحنا نے حق ایک مقصد کیلئے بتایا ہے: تا کہ تم ایمان لاؤ'' حق پر۔ یہ کلمات یوحنا کی انجیل کا پورا مقصد بتاتے ہیں جو ویسے نہیں جیسے ٹوزر نے ہمیں تصوراتی غلطی جسے مذہبی منطقیت کہتے ہیں کے خلاف خبردار کرنے کا اسرار کیا لیکن جیسے یوحنا نے خود کہا۔ ''یہ اس لئے لکھے گئے ہیں کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی المسیح ابنِ خُدا ہے اور کہ تم ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ'' (یوحنا 20:31)۔ یوحنا چاہتا تھا کہ اُس کو پڑھنے والے اس کی پیش کی گئی تجاویز کو سمجھیں اور یقین کریں۔ یہاں نبی کہتا ہے کہ یسوع کے بارے میں حق وہ ہے جس پر ہمیں نجات کیلئے ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اس نے تین حقائق، تین تجاویز کی وضاحت سے نشاندہی کی: یسوع ہی المسیح ہے؛ یسوع خدا کا بیٹا ہے؛ تُم اس کے نام سے زندگی پاؤ۔

تجاویز اور ایمان کے درمیان تعلق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ جو ہماری نجات کو واحد آلہ ہے۔ ایمان والی شے ہمیشہ ایک تجویز ہے۔ کوئی آدمی کسی ایسی چیز پر ایمان نہیں لاسکتا جو تجویزی نہ ہو حتیٰ کہ یہ غیر تحریری ہو۔ اگر میں کہوں ''درخت'' عبارت کے بغیر تو یہ سمجھنے والی یا یقین کرنے والی چیز نہیں۔ ایک تصویر یا تصور ابھی تک یقین کرنے والی یا سمجھنے والی چیز نہیں۔ بائبل خدا کا کلام ہے نہ کہ تصویر۔ یہ وہ کلام ہے جو شروعات میں تھا یہ کوئی جذبہ یا مورتی نہیں ہے۔ انجیل کہتی ہے ''شروع میں کلام تھا'' یہ نہیں کہتی کہ ''شروعات میں درد تھا۔''

ڈانیل کے اسباق

یہ حقیقت کہ تصویریں اور تصور اپنے آپ میں اور عبارت کے بغیر اکیلے الفاظ کوئی حق ظاہر نہیں کرتے جیسے ڈانیل کی کتاب کے پہلے چھ بابوں میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ 2 باب میں نبوقدنیزر کا خواب بیان کیا گیا ہے:

اور بادشاہ نے ان سے کہا، ''میں نے ایک خواب دیکھا اور میری روح خواب کو جاننے کیلئے بے چین ہے۔''

پھر کلدانی نے آرامی میں بادشاہ سے کہا، ''اے بادشاہ زندہ باد۔ اپنے ملازموں کو خواب سنایئے اور ہم تدبیر پیش کریں گے۔''

نبوقدنیزر نے جواب دیا، ''میرا فیصلہ اٹل ہے۔ اگر تم نے مجھے خواب اور اُس کی تدبیر کے بارے میں آگاہ نہ کیا تو تمہارے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے اور تمہارے گھروں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔ تاہم اگر تم مجھے خواب اور اُس کی تدبیر کے بارے میں آگاہ کرو گے تو تم میری طرف سے تحائف، انعامات اور بہت عزت پاؤ گے۔ اِس لئے مجھے خواب اور اُس کی تدبیر کے بارے میں آگاہ کرو۔''

ایک لمبی کہانی کو مختصر کرنے کیلئے محافظوں کے سربراہ کے ساتھ ڈانیل بیچ میں آیا تا کہ بےبیلون کے باقی ذہین آدمیوں کے ساتھ قربانی دینے سے بچا جاسکے اور دعا کی کہ خدا اُس پر خواب کا مطلب ظاہر کرے۔ خدا نے ایسا ہی کیا اور ڈانیل نے اُس کا شکر کیا:

خُدا کا نام ہمیشہ بابرکت رہے اور طاقت اور حکمت ہمیشہ اُسی کی ہے۔۔۔ وہ عقلمند کو حکمت اور سمجھ بوجھ والے کو علم عطا کرتا ہے۔ وہ گہری اور پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ تو نے مجھے حکمت اور طاقت عطا کی اور مجھے اس کے بارے میں علم دیا جس کے بارے میں میں نے تجھ سے دریافت کیا۔ جیسے کہ تُو نے مجھے بادشاہ کے خواب کے بارے میں علم دیا۔

ڈانیل نے بادشاہ کے خواب کے تصور کو بیان کرنے کا عمل جاری رکھا۔ بادشاہ سونے، چاندی، کانسی، لوہے اور کلی کے تصور کے مطلب کو نہیں جانتا تھا۔ اُس نے دوبارہ خواب آنے پر غور کیا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اُس میں ایک مطلب تھا۔ ظاہر ہے کہ ایک تصویر ہزاروں لفظوں سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتی۔ ایک تصور اور تصویر نہ ہی سچ ہے نہ ہی حق ہے۔ یہ ہماری سمجھ کیلئے ناکافی ہے اور لفظوں اور تجویزوں میں اس کی تفصیل ضرورت ہے۔ صرف تجاویز سچ ہو سکتی ہیں۔

لیکن یہاں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ بادشاہ کے پہلے خواب میں صرف ایک گونگا تصور ہی نہیں ہے بلکہ ایک واقع یا واقعات کا سلسلہ ہے: ایک پتھر تصور کے پیندے سے ٹکراتا ہے اور تصور ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ لیکن واقعات سمجھنے کیلئے اتنے ناکافی ہوتے ہیں جتنے کہ تصور۔ تصور اور واقعات دونوں تحریری اور غیر تجویزی ہیں اور بادشاہ کو کوئی علم نہیں کہ ان کا کیا مطلب ہے یا ان کا کوئی مطلب ہو سکتا ہے۔ واقعات اور تصورات دونوں کو لفظوں اور تجویزوں میں وضاحت کی ضرورت ہے۔ مطلب اور حق کو صرف لفظوں اور تجویزوں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ جو خدا نے ڈانیل پر بادشاہ کو دینے کیلئے ظاہر کیں۔ 12 صرف تجویزیں سچ یا جھوٹ ہو سکتی ہیں۔

5 باب میں ایک اور بادشاہ بلشازر دیوار پر ہاتھ کی لکھائی دیکھتا ہے اور اسے سمجھ نہیں پاتا۔ اس نظریے کا حساب ہماری حق کی سمجھ کو بڑھائے گا کیونکہ اب نظریہ محض تصور یا واقع کا نہیں ہے بلکہ اصلی تحریر کا ہے اور پھر بھی بادشاہ نہیں سمجھتا ہے: ''جو اس تحریر کو پڑھے گا اور مجھے اِس کی تدبیر کے بارے میں آگاہ کرے گا اُسے ارغوانی لباس پہنایا جائے گا اور سونے کی زنجیری اس کے گلے میں ڈالی جائے گی؛ اور وہ سلطنت کا تیسرا بادشاہ ہو گا۔''

ایک بار پھر ڈانیل کا بلاوا آیا، اور اُن نے تحریر کو پڑھا: ''مینی، مینی، ٹیکل، اپھارسن۔'' اکیلے الفاظ بلشازر کے لئے ناکافی تھے اور دوسروں نے اپنے کھانے کے موقع پر انہیں دوسروں نے انہیں نبوکدنیزر کے خواب کے تصورات اور واقعات کے طور پر پیش کیا۔ اور اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ تجویری نہیں تھے۔ جیسے کہ میں نے پہلے کہا عبارت اور وضاحت کے بغیر اکیلے الفاظ نہ ہی سچ ہوتے ہیں نہ ہی جھوٹ۔ وہ ادبی طور پر بے مطلب ہوتے ہیں۔ لیکن خدا نے ڈانیل کو لازمی تجاویز سے آگاہ کیا اور

12 شاید کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ انداز اور جسمانی ردِعمل بھی مطلب فراہم کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتے جب تک کہ ان کا مطلب پہلے بیان کیا اور تجویروں میں سمجھا نہ گیا ہو۔ پھر وہ سمجھی گئی تجاویز کے اختصار کے طور پر عمل کر سکتے ہیں ایسے ہی جیسے عبارت میں اکیلے الفاظ کرتے ہیں۔ یسوع کے گرفتار کرنے والا جانتا تھا کہ یہوداہ کے چومنے کا کیا مطلب ہے صرف اِس لئے کے یہوداہ نے تجویروں میں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ کس چیز کی علامت ہے۔ چومنے اک انداز شناخت کرنے کی ایک علامت تھی کہ کس آدمی کو گرفتار کرنا ہے۔ بہت سی ثقافتوں میں یہ پہلے ہی پتا ہے کہ بوسہ پیاری محبت کی نشانی ہے۔ اکیلے لفظوں کی طرح انداز خود سے کوئی حق بیان نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ بوسے اور جسمانی ردِعمل کے ساتھ ساتھ دوسرے انداز ایک ثقافت سے دوسری ثقافت میں بدل جاتے ہیں اور وہ تجویزوں میں وضاحت کے ذریعے ہی مطلب حاصل کرتے ہیں۔ امریکیوں کے دوسرے ملکوں کا سفر اپنے لئے دوسری ثقافتوں کے چند اندازوں اور طرزوں کی خصوصیات کی تجویروں میں معلومات حاصل کرنے کیلئے بہتر ہے۔ گرجا گھر میں روٹی کھانے یا شراب پینے کا عمل خود سے کوئی مطلب یا حق بیان نہیں کرتے۔ یہ علامتیں ہیں جو حق کی نشاندہی کرتی ہیں جسے صرف تجویروں میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اِس لئے خداوند کا شام کا کھانا کسی وعظ کے ذریعے وضاحت کیے بغیر مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔

ڈانیل اِن تجاویز کو بلشازر بادشاہ سے کہتا ہے:

یہ ہر لفظ کی تعبیر ہے

مینی: خدا نے تمہاری بادشاہت کا حساب کر لیا ہے اور اِسے ختم کر دیا ہے۔ ٹیکل: تمہیں تکڑی میں تولا گیا ہے اور کم تر پایا گیا ہے۔ پریس: تمہاری بادشاہت کو تقسیم کر دیا گیا ہے اور میڈیز اور فارسیوں کو دے دی گئی ہے۔

ڈانیل نے بادشاہ کو تین حق بتائے ہیں جو کہ تین تجویریں ہیں۔ اب بادشاہ کو پہلی بار سمجھ آتی ہے اور اُسے معلوم پڑتا ہے۔ اِس سے پہلے وہ بہت جذباتی تھا؛ اُس کے گھٹنے ٹکرا رہے تھے؛ اور وہ چیخ اور رو رہا تھا۔ نہ ہی اِس واضح تجربے نے، نہ ہی اس جذبے نے، اُسے حق عطا کیا؛ اِن واحد اکیلے الفاظ نے اُسے حق عطا نہ کیا؛ دیوار پر ہاتھ کی لکھائی کے واضح عجوبے نے بھی اُسے حق نہ عطا کیا؛ صرف ڈانیل کی واضح تجویریں قابلِ فہم اور سچ تھیں۔ ڈانیل کے پہلے چھ باب ہمیں علمیات اور تجویری ظہور کے نظریہ کے انمول سبق دیتے ہیں لیکن جتنے مبصروں کو میں نے پڑھا اِس نقطے کو تھامتے نظر نہ آئے۔

مزید بائبل کی تجویریں

اب پرانے عہدنامے سے شروعات کرتے ہوئے ان آیات کی طرف واپس آتے ہیں جو سچ اور حق کی وضاحت کرتی ہیں۔

تکوین 42:16 ''ایک کو اپنے میں سے بھیجو۔ کہ تمہارے بھائی کو لائے اور تم میں سے باقی قید رہو تا کہ تمہاری باتیں یہ دیکھنے کیلئے آزمائی جائیں کہ کیا تم سچ کہتے ہو'' (این آئی وی)۔ بولنے والا یقیناً مصر کا بادشاہ یوسف ہے جو اپنے بھائیوں سے مخاطب ہے۔ پہلی بات یہ کہ حق وہ ہے جسے بتایا جا سکے؛ اِس کا لفظوں میں اظہار کیا جا سکے۔ دوسرا یہ کہ اکیلے الفاظ نہیں تھے جو اُس کے بھائیوں نے بولے کہ یوسف آزما رہا ہے بلکہ بیانات اور تجویریں

ہیں جیسے ''کہ تیرے خادم بارہ بھائی کنعان میں ایک ہی آدمی کے بیٹے ہیں اور دیکھ سب سے چھوٹا آج کے دن ہمارے باپ کے پاس ہے۔ اور ایک گُم ہوگیا ہے۔'' نیو کنگ جیمز پڑھتا ہے: ''اپنے میں سے ایک کو بھیجو اور اُسے اپنے بھائی کو لانے دو اور تُم قید میں بند رہوگے تاکہ تمہاری باتوں کو آزمایا جاسکے کہ کیا تمہارے میں کوئی سچائی ہے۔۔۔'' یہاں حق اُن میں ہے جو اُن کے ذہن میں ہے اور اِن لفظوں کو آزمانا اُن کو آزمانا ہے۔ اُن کے ذہن اِن تجویزوں کو سمجھتے اور اِن کا اظہار کرتے ہیں۔

تثنیہ شرح 13:13-14: ''بد اطوار آدمی تمہارے درمیان سے نکل چکے ہیں اور اُن کے شہر کے باشندوں کو یہ کہتے ہوئے ترغیب دیا گیا، جاؤ اور دوسرے خداؤں کی خدمت کرو جن کو تم نے نہیں جانا۔ پھر تم دریافت کروگے، تلاش کروگے اور مستقل مزاجی سے پوچھوگے۔ اور اگر یہ درحقیقت سچ اور یقینی ہے تو اِس طرح کی حقارت تمہارے درمیان مرتکب ہوئی۔ اِس پیرے میں جو ''سچ اور یقینی'' ہے وہ تجویز ہے: ''ایک حقارت تمہارے درمیان مرتکب ہوئی۔'' اِسی طرح کا اور اِس جیسا استعمال تثنیہ شرح 4:14 اور 2:22 میں ظاہر ہوا ہے۔

راعوت 3:12: ''اب یہ سچ ہے کہ میں ایک ولی ہوں۔۔۔'' یہاں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو سچ ہے وہ تجویز ہے، ''میں ایک ولی ہوں۔''

2 سیموئیل 7:28: ''اور اب اے خُداوند خُدا! تُو ہی خُدا ہے اور تیرا کلام برحق ہے۔۔۔'' یہاں انجیل وضاحت کے ساتھ کہتی ہے کہ ''سچ'' ایک خصوصیت، سبب یا لفظوں کا خزانہ ہے نہ کہ اکیلے الفاظ ہیں بلکہ تجویزیں ہیں جو خُدا اظاہر کرتا ہے۔

1 مُلوک 10:6: ''پھر اُس نے (سبا کی ملکہ) نے بادشاہ سے کہا: یہ ایک سچی خبر تھی جو میں نے اپنی سرزمین میں تمہاری باتوں اور حکمت کے بارے میں سُنی۔'' یہاں ملکہ اُس خبر کو سچ کے طور پر بیان کرتی ہے جو اُس کو سلمان کے بارے میں ملی۔ 2 اخبار 9:5 نے اِس بیان کو تقویت دی۔ یقیناً خبر تجویزوں پر مشتمل ہے۔

1 مُلوک 17:24: ''پھر عورت نے الیاس سے کہا اب میں نے جانا کہ تُو مردِ خُدا ہے اور خداوند کا کلام حقیقتاً تیرے مُنہ میں ہے''۔ یہ الیاس کے بولے گئے الفاظ ہیں جو حق ہیں۔ الیاس کے الفاظ خداوند کا کلام ہیں اور یہ نظریہ کہ خداوند اپنا حق انسانی الفاظ میں آدمی سے آدمی کے ذریعے بولتا ہے تمام طرح کی ظہور کی دینیات کو پیچھے چھوڑتی ہے جو کہتی ہے یا لاگو کرتی ہے کہ انسانی زبان خدائی حق کو ظاہر نہیں کرسکتی یعنی کہ محدود غیر محدود کی پکڑ نہیں کرسکتا اور یہ کہ خداوند کا کلام انسانی سوچ، خیال اور زبان پر سبقت لے جاتا ہے۔

زبور 19:9: ''خداوند کیلئے تعظیم پاک ہے وہ ابد تک قائم رہتی ہے۔ خداوند کے فیصلے صحیح ہوتے ہیں، وہ مکمل طور پر صحیح ہیں''۔ یہاں کنگ جیمز خاص لفظ استعمال کرتا ہے جو فلاسفر تجویزوں کیلئے استعمال کرتے ہیں: فیصلے۔ خداوند کے فیصلے مکمل طور پر سچ ہیں۔

ڈانیل 3:14: ''نبوکدنیزر اُن سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا، شادرک، میشک، اور ابیدنیگو کیا یہ سچ ہے کہ تم میرے دیوتاؤں کی خدمت نہیں کرتے اور میں نے جو سونے کی تصویر آویزاں کی اُس کی عبادت نہیں کرتے؟'' یہاں بادشاہ تینوں اسرائیلیوں سے پوچھتا ہے کہ کیا کوئی تجویز سچی ہے۔ یہ تجویز وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے: ''تم میرے دیوتاؤں کی خدمت نہیں کرتے اور سونے کی تصویر کی عبادت نہیں کرتے جو میں نے آویزاں کی ہے۔'' ڈانیل 3:24 اور 6:12 بھی واضح طور پر بیان کی گئی تجاویز کا حوالہ دیتی ہیں جو سچ کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔ ڈانیل 10:1 ایک پورے پیغام کا حوالہ دیتا ہے کہ بہت سی تجاویز سچ ہیں۔

اِس نقطے کو مزید گھسانے کی بجائے کہ انجیل منفقہ طور پر حق کے تجویزی ہونے کی تعلیم دیتا ہے اُن آیات کا مشاہدہ کیا جائے جو یہ کہتی نظر آتی ہیں کہ حق کوئی اور چیز ہے۔ تثنیہ شرح 21:16: ''تو جب وہ اپنی میراث اپنے بیٹوں میں تقسیم کرے تب اُسے جائز نہ ہوگا کہ وہ پہلوٹا ہونے کا حق محبوبہ کے بیٹے کو دے بجائے غیر محبوبہ کے اُس بیٹے کے جو پہلوٹا ہے۔'' لوقا 16:11: ''پس اگر تُم ناراست دولت میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو حقیقی دولت تُم کو کون سُپرد کریگا؟''

یوحنا 1:9: ''حقیقی نور وہ تھا جو ہر انسان کو منور کرتا تھا جو دنیا میں آتا ہے۔''

یوحنا 4:23: ''لیکن وہ وقت آتا ہے بلکہ اب ہی ہے کہ سچے پرستار روح اور سچائی سے باپ کی پرستش کریں گے۔۔۔۔۔''

یوحنا 6:32: ''تب یسوع نے ان سے کہا۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ موسیٰ نے تو وہ روٹی تمہیں آسمان سے نہ دی۔ بلکہ میرا باپ تمہیں آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے۔'' یہ آیات اور بہت سی اور ایسی ہیں جو لفظوں، بیانات یا تجویزوں سے ہٹ کر حق کو بیان کرتی ہیں جیسے حقیقی پہلوٹا، حقیقی دوات، حقیقی نور، حقیقی پرستار اور حقیقی روٹی۔ کیا یہ آیات یہ ثابت نہیں کرتیں کہ حق غیر تجویزی ہو سکتا ہے؟ بالکل نہیں۔

اس مقام تک ہم اُن آیات کا جائزہ لے رہے ہیں جن میں سچ اور حق کے الفاظ کو ادبی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ادبی طور پر سچ اور حق کے الفاظ تجویزوں کو بیان کرتے ہیں اور صرف تجویزوں کو۔ لیکن بہت سے دوسرے الفاظ کی طرح سچ اور حق کے الفاظ بھی علامتی طور پر استعمال ہو سکتے ہیں۔ فوری طور پر اوپر جن آیات کا حوالہ دیا گیا اور ان جیسی بہت سی دوسری سچ اور حق کو علامتی طور پر استعمال کرتی ہیں۔ آگسٹین نے علامت کو بالکل انوکھے انداز میں بیان کیا ہے: ''حقیقی روٹی'' کا مطلب ہے کہ روٹی کھانے والے سے مخاطب ہے اور کہتی ہے کہ میرا روٹی ہونے کا دعویٰ حقیقی ہے''۔ ''حقیقی دوات'' کا مطلب ہے کہ دوات کہتی ہے، ''ہم دوات ہیں اور ہمارا دوات ہونے کا دعویٰ حقیقی ہے''۔ اور اسی طرح ''حقیقی پرستار'' اور ''حقیقی نور'' کے ساتھ بھی ہے۔ یہ سب لفظ سچ کا علامتی استعمال ہیں۔ اور وہ یہ دکھانے میں ناکام ہوئے کہ لفظ سچ اور دوات حق مناسب اور ادبی طریقے سے تجویز کے علاوہ کسی اور چیز پر لاگو ہوتے ہیں۔

تاہم حق کا ایک اور استعمال بھی ہے جو یقیناً ہر کسی کے ذہن میں آتا ہے۔ یہ مسیح کا بیان ہے کہ ''حق اور زندگی کا راستہ میں ہوں۔'' کیا یہ بیان اس دعویٰ کی تردید نہیں کرتا کہ صرف تجویز ہی راست ہو سکتی ہیں کیونکہ یقیناً مسیح کوئی تجویز نہیں ہے اور پھر بھی وہ کہتا ہے ''میں حق ہوں''؟

پہلے تو میں یہ مشاہدہ کرتا ہوں کہ اس ایک کے علاوہ بھی بہت سی ایسی آیات ہیں جو خدا کو حق کے طور پر بیان کرتی ہے:

تثنیہ شرع 32:4: ''وہ چٹان ہے۔ اس کی صنعت کمال ہے کیونکہ اسکی کُل راہیں صداقت کی ہیں۔ خداوند وفادار ہے اور بدی سے مُبرا ہے وہ صدیق ہے اور دیانت دار ہے''۔

زبُور 31:5: ''اے خُداوند خُدا میں تجھ پر بھروسہ کر سکتا ہوں، میں اپنی جان تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں۔ مجھے بچا لے''۔

اشعیا 65:16: ''پس جو کوئی زمین پر اس نام سے برکت چاہے گا وہ خُدائے امین کی برکت پائے گا۔ اور جو کوئی زمین پر اس کی قسم کھائے گا وہ خُدائے امین کی قسم کھائے گا۔ کیونکہ پہلی مُصیبتیں بُھول گئیں اور میری آنکھوں سے پوشیدہ ہوئیں۔''

یوحنا 14:17: ''۔۔۔ رُوح الحق جِسے دُنیا پا نہیں سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے اور نہ اسے جانتی ہے لیکن تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تم میں ہوگا۔''

یوحنا 15:26: ''مگر جب وہ وکیل آئے گا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی روح الحق جو باپ سے منبثق ہے تو وہ میری گواہی دیگا۔'' یوحنا 16:13: ''لیکن جب وہ یعنی رُوح الحق آئے گا تو وہ ساری سچائی کے لئے تمہاری ہدایت کرے گا۔ کیونکہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا۔ اور تُمہیں آیندہ کی خبر دے گا۔''

1 یوحنا 5:6: ''یہ وہی ہے جو پانی اور خُون سے آیا یعنی یسوع مسیح جو نہ فقط پانی سے بلکہ پانی اور خُون دونوں کے وسیلے سے آیا تھا۔ اور جو گواہی دیتا ہے وہ روح ہے کیونکہ رُوح سچائی ہے۔'' ان آیات میں نہ صرف خدا کو حق کے طور پر بیان کیا گیا ہے بلکہ روح کو حق کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ہم آیت میں پہلے پڑھتے ہیں کہ مسیح نے کہا کہ وہ حق ہے۔ اب کتاب خواں کو غور وفیصلہ کرنا چاہئے کہ کیا یہ انداز ادبی ہیں یا علامتی۔ مزید یہ کہ اگر یہ بیانات علامتی ہیں تو ان کا ادبی طور پر کیا مطلب ہے؟ اور اگر یہ ادبی ہیں تو کیا انجیل میں ہمارے پاس بہت سے دعوے نہیں ہیں کہ حق بندوں کی

دوات ہے صرف تجویز نہیں اور یہ کہ حق ایک ذات ہے نہ کہ تجویز؟

مبصرین بار بار یا شاید عام طور پر یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ ان آیات میں سچ اور حق کے الفاظ علامتی طور پر استعمال ہوئے ہیں نہ کہ ادبی طور پر۔ پس جب مسیح کہتا ہے کہ وہ حق ہے تو اِس کا ادبی طور پر مطلب ہوتا ہے کہ وہ مکمل حق کا وسیلہ ہے۔ اور یہ یقینی طور پر سچ ہے کہ مسیح، روح القدس اور خُدا مکمل حق کا وسیلہ ہیں۔ لیکن کیا مسیح کا یہی مطلب ہے؟ اگر مسیح محض یہی کہہ رہا تھا کہ وہ مکمل حق کا وسیلہ ہے لیکن خُود حق نہیں تو پھر ناگزیر دلالت یہ ہے کہ وہ کچھ اور ہے۔ حق کے پیچھے کچھ اور۔ اور یہ ہمیں دوبارہ علماء کے بے نُور ناقابلِ علم کی طرف لے جاتا ہے جو محض ہمارے لئے ناقابلِ علم نہیں ہے بلکہ جیسا ڈیونیسیس نے نشاندہی کہ یہ اُس کے لئے بھی ناقابلِ علم ہے۔ اگر خُدا اقرار سے پرے ہے تو وہ اپنے بارے میں بھی کسی چیز کا اقرار نہیں کرسکتا اور نہیں جان سکتا کہ وہ کیا ہے۔

اِس لئے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ جب انجیل خُدا، مسیح اور روح القدس کو حق کے طور پر بیان کرتی ہے تو وہ ادبی طور پر کہتی ہے۔ گورڈن کلارک نے اپنی کتاب "دی جوہانین لوگوز" میں اِس بصیرت کو استعمال کیا ہے یہ وضاحت کرنے کیلئے کہ کیوں یوحنا نے مسیح اور انجیل بالخصوص نوشتے اور تجویزیں جن کی مسیح نے تعلیم دی کا حوالہ دینے کیلئے وہی یونانی لفظ لوگوز استعمال کیا ہے۔ اُس کے لفظوں اور لوگوز میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اُس کے الفاظ ہی کلام ہے۔ ''میرے الفاظ روح اور زندگی ہیں۔'' یہ اِس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ کیوں پولُس نبی کہتا ہے کہ ''ہم مسیح کی سوچ رکھتے ہیں''۔ انجیل کی تجویزوں میں ہمیں خدا ہی کی نصیحتیں ملتی ہیں۔ یسوع پر ایمان لانے کا مطلب اُس کی کہی ہوئی باتوں کا یقین کرنا ہے۔ مسیح نے یوحنا 5:46-47 میں یہ واضح کردیا ہے ''کیونکہ اگر تُم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے۔ اِس لئے کہ اُس نے میرے ہی حق میں لکھا ہے لیکن جب تُم اُس کے نوشتوں کا بھی یقین نہیں کرتے تو میری باتوں کا یقین کیونکر کروگے؟'' موسیٰ پر یقین کرنا اُس کی لکھی گئی تجویزوں کا یقین کرنا ہے۔ یسوع پر یقین کرنے کا مطلب اُس کی (اُس وقت کی) بولی ہوئی تجویزوں پر یقین کرنا ہے۔ اِس پیغام کے پیچھے کچھ بھی غیر تجویزی نہیں ہے جس سے ہمیں گزرنا یا حساب لگانا ہے۔

انجیل کے مطابق حق ہمیشہ اور صرف تجویزی ہے۔ انجیل میں ایسا کچھ نہیں جو یہ بتائے کہ حق فوری، واقع، تصویر، تصور یا جذبہ ہے۔ وہ پیرے جو یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ حق تجویزوں کے علاوہ کچھ اور ہے وہ لفظ حق کا علامتی استعمال ثابت ہوئے ہیں۔ اگر انجیل کو ملحوظ کیا جائے اور پھیلایا جائے تو اسے صرف تجویزی حق کے ادبی سانچے میں محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ نجات پولُس نبی کے کلام میں ہے ''اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں'' (1 تیمُتھیُس 2:4)۔